★—— حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب

دوامِ حدیث

صحتِ حدیث پر

قسط نمبر ۲۳

سابقہ شبہات کا ازالہ!

○

پس اس جگہ تین صورتیں ہوئیں :—— ایک یہ کہ رواۃ کی ثقاہت وضعف کے خلاف بالکل کوئی احتمال نہ ہو یہ، قطع کی ایک صورت جیسے صحابہ کرام یا وہ پاکباز جن کی پاک بازی پر امت کا اجماع ہے، ان کے ثقہ ہونے کے خلاف کوئی احتمال نہیں، دوسرے وہ لوگ جن کو محدثین نے تو ثقہ کہا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ ان رواۃ کی جرح کا ان کو علم نہ ہوا ہو مگر ان کے مجروح ہونے پر کوئی دلیل نہیں یہ بھی قطع کا ایک معنیٰ ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہو، اگر ثقہ کہنے والے کے خلاف جو احتمال عقلی پایا جاتا ہے، وہ دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس کی بات کمزور اور ظنی ہو جائے گی اگر نہ ثابت ہو تو علمی اور یقینی رہے گی، اس کی مثال اسی طرح ہے کہ انسان بعض وقت دیکھنے میں غلطی کرتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حِس پر یقین ہی نہ کرے اسی طرح صرف ونحو کے امام بعض مسائل میں ایک دوسرے کے خلاف کرتے ہیں، اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے تتبع میں چونکہ قصور ہے وہ یقینی نہیں ظنی ہے، اس کا تتبع تام نہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نحویوں کا اتفاق ہو وہاں بھی ہم یہ کہیں کیونکہ ہم میں سے ہر ایک غلطی کر سکتا ہے، اس لئے سب سے غلطی بھی ممکن ہے، اسی وسوسے کی بنا پر بعض نے متواترات کا رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ متواتر کا یہی مطلب ہے کہ وہ ایک ایک کا مجموعہ ہے، جب ایک

ایک میں غلطی ممکن ہے تو پھر مجموعہ میں بھی ممکن ہے کہ ان کے دماغ میں ظنی و قطعی میں اشتباہ پیدا ہو گیا ہے منطقیوں نے لکھا ہے کہ کبھی وہمی اور بدیہی میں بھی اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جن کا ذہن صاف نہ ہو وہ ایسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ بات اس صورت میں تھی جب محدثین کے فیصلہ کو جذبات سے بالاتر مانیں اب یہاں دوسری صورت کو لیجئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ان کے فیصلے جذباتی ہوں یہ ممکن ہی نہیں بلکہ یہ امکان بارہا فعل میں آیا اس میں دو چیزیں قابل غور ہیں، ایک جذبات کے دخل کا امکان، دوم جذبات کے دخل کا وجود صورت امکانی کے متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ احتمال عقلی سے علم و ایقان کا انتفاء نہیں ہوتا مناسب حال ایک حکایت یاد آگئی ہے دہلی کے عالم عالمگیر کے استاذ مُلّا جیون کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ امکان کے بہت قائل تھے، ایک دفعہ شاگردوں نے کہا مولوی صاحب سے کچھ کھائیں مشورہ کرنے کے بعد یہ بات بنا کر استاد صاحب کو کہا کہ جناب دہلی کا پل آگرہ جانا تجویز ہوا ہے اور اس کا راستہ ایسا تجویز کیا گیا ہے کہ آپ کا مکان اس کے نیچے آئے گا اس لئے آپ کچھ روپے دیں تو یہ معاملہ روپے دے کر رفع دفع کر دیا جائے آپ نے امکان عقلی کی بناء پر باور کرتے ہوئے روپے دے دئے طلباء نے مٹھائی کھائی بعد میں کسی نے مولوی صاحب کو سمجھایا کہ آپ نے یہ کیسے باور کر لیا کہ پل یہاں سے آگرہ جائے گا کیا کبھی ایسا ہوا ہے، آپ نے بے ساختہ فرمایا پل کا جانا ممکن ہے مگر مومن کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہے، پس ایسے عقلی احتمالات پیدا کر کے کسی حکم کو ظنی بتانا وہمی پن ہے باقی رہی دوسری بات کہ یہ امکان بارہا فعل میں آیا ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے جو باتیں آپ نے نقل کی تھیں جب تک ان کے متعلق یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعہ کے خلاف تھیں پھر یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ان لوگوں نے جذبات کی وجہ سے کہیں ہیں غلطی سے نہیں کہیں اس وقت تک ان باتوں کو جذباتی بتانا ٹھیک نہیں، پھر اس کے بعد اگر ثابت بھی ہو جائے کہ ان علماء نے جو باتیں کہیں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان لوگوں نے جو بھی بات کہی ہے جذبات کے ماتحت کہی ہے،

اب یہاں تین باتیں ہیں:—

(۱) یہ باتیں واقعہ کے خلاف تھیں۔
(۲) یہ باتیں جذباتی تھیں۔
(۳) جب ایک جگہ جذباتی کہیں تو ہر جگہ کہی ہوں گی،

پہلی بات کہ یہ باتیں واقعہ کے خلاف تھیں اس کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا قطعی طور پر واقعہ کے خلاف ہونا ثابت کیا جاوے، اگر ان کے خلاف بھی اسی طرح سے ثابت ہو جائے تو ان دونوں میں تعارض ہوگا نہ ان باتوں کا واقعہ کے قطعاً خلاف ہونا، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں تاویل کی گنجائش نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا مطلب ایسا لیا جائے جو اس دوسری بات کے خلاف نہ ہو مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ان مذکورہ باتوں کا صراحتاً اور قطعاً واقعہ کے خلاف ہونا ثابت نہیں ہوا ایس حماد کا علماء حجاز کے متعلق کہنا کہ ان کے پاس علم نہیں اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس علم سے مراد ان کا وہ علم ہو جو مسلسل کوفہ میں عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی سے منتقل ہو کر علقمہ وغیرہ کے ذریعہ ابراہیم نخعی کے واسطہ سے ان کو پہنچا ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں ہے کہ اپنے اختیار کردہ طریقہ کے علم کو علم خیال کرتا ہے کیونکہ اس کی دانست میں وہی صحیح ہوتا ہے پھر جب استحسان فطرت اور سلسلہ مذکورہ کے بزرگوں کے اجتہاد اور فقہ کی باتوں نے اس کو چار چاند لگا دئے تو اس صورت میں وہ اس حکم لگانے میں حق بہ جانب ہوتا ہے اس میں بھی اتنی بات ہے کہ ضمیر کو عقل سے الگ نہیں کیا گیا مگر یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی پھر مکہ میں کوفہ کی طرح کوئی فقہ کی مکمل درسگاہ نہ تھی۔ اس کے بعد یہ بات زہری کا کہنا کہ اہل مکہ ایسے ہیں یہ عرفی بات ہے کہ ایک دوسرے فعل کو جماعت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (نساء)

"ایسی بستی یعنی (مکہ) جس کے رہنے والے ظالم ہیں"

حالانکہ اس وقت وہاں مسلمان بھی تھے جو یہ دعا کر رہے ہیں۔ قَتَلَ بَنُو فُلَانٍ فلاں قبیلہ کے لوگوں نے اسے مارا یہ مقولہ اس وقت بولتے ہیں جب اس قبیلے سے کسی ایک نے مارا ہو حدیث میں ہے،

ثُمَّ أَنْتُمْ يَا خُزَاعَةُ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيلَ

ترجمہ ـــــــ "ای خزاعہ (قبیلہ) تم نے اُس مقتول کو مارا ہے"۔
حالانکہ اس کو ایک آدمی نے مارا تھا اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ شُعبی نے جو کہا ہے کہ ابراہیم ہم سے پُوچھ کر بیان کرتا ہے اور ہمارا نام نہیں لیتا اس میں یہ احتمال ہے کہ ابراہیم نخعی صرف بطور تائید ان سے پُوچھتے ہوں، شعبی نے یہ سمجھا کہ اس علم کو نہیں اس لئے پُوچھ رہے ہے اس بات میں نہ شعبی نے اپنی دانست میں جھوٹ بولا نہ ابراہیم نخعی نے کوئی بُری بات کی باقی یہ بات کہ شعبی کے متعلق ابراہیم نخعی نے جو یہ کہا ہے کہ وہ کذاب مسروق سے ملاقات نہیں اس سے روایت کرتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ بات ہوگی کہ شعبی نے مسرُوق سے بالواسطہ روایت بیان کی ہو اور واسطے کا ذکر نہیں کیا یہ انقطاع کی صُورت ہوگی، انقطاع میں جھُوٹ نہیں ہوتا ہاں ابراہیم نے یہ سمجھا کہ یہ شخص اس سے روایت کر رہا ہے تو گویا یہ خیال کر رہا ہے کہ میں نے سُنا ہے کہ اس بنا پر اُنھوں نے کذاب کہا اگرچہ کذاب بہت بڑا لفظ ہے مگر جس وقت اس کی حقیقت معلوم ہو جائے تو اس صُورت میں جرح کا سبب نہیں کذب اصل میں خلاف واقعہ بات کو کہتے ہیں اگر عمداً کی جاوے تو جرح ہے ورنہ نہیں اس لئے کسی کو یہ کہنا کہ اس کی بات کذب ہے اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ واقعہ کے خلاف ہے ضحاک کا صحابہ کے متعلق یہ کہنا کہ ہم ان سے زیادہ جانتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے بعض مسائل میں ان سے زیادہ علم حاصل کیا ہے کیونکہ ان کی انفرادی معلومات کے ساتھ دُوسروں کی معلُومات بھی حاصل کی ہیں سعید بن جبیر نے جو اپنے غلام کو کہا کہ عکرمہ کی طرح جھُوٹ نہ بول اس سے بھی ان کا مطلب یہی ہے کہ عکرمہ سے روایت کرنے میں غلطی ہوئی ہے تم احتیاط رکھنا کیونکہ جھُوٹ غلطی کرنے کو بھی کہتے ہیں کیونکہ غلطی واقعہ کے خلاف بات ہوتی ہے اور یہی جھُوٹ ہے۔

امام مالکؒ نے جو امام المغازی محمد بن اسحاق کے حق میں دجّال کہا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وُہ جھُوٹ بولتا ہے یعنی یہ اس کی بات خلاف واقعہ ہے اس میں اتنی قابلیت نہیں جیسے وُہ کہہ رہا ہے صرف سختی ہے کہ ایک غلطی کے مقابلہ میں جو خلاف واقعہ امام المغازی محمد بن اسحاق سے سرزد ہوئی یہ سخت لفظ بولے اگرچہ مطلب ان کا اپنی دانست میں ٹھیک تھا مگر کلمہ سخت تھا

اسی لئے امام نے ان سے مصالحت کی دیکھو خلاصہ۔

علماء عراق کے متعلق جو انھوں نے کہا ہے کہ تصدیق و تکذیب نہ کرو اس کا یہ مطلب تھا حدیث اُن کا فن نہیں اس سے ان کی مراد وہ اکثر لوگ تھے جن کا مشغلہ صرف فقہ کا پڑھانا اور حدیث کی طرف بطور فن کے متوجہ نہیں ہوتے تھے یہ بات ان کی اکثریت کے اعتبار سے ہے اور بات واقعہ کے خلاف نہیں نہ یہ جذباتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول جو اعمش کے بارے میں کہا ہے وہ صرف اپنے مسلک کی صحت پر اعتماد کرتے ہوئے کہا ہے علماء مسائل اختلافیہ میں حق کی حمایت میں ایسے لفظ استعمال کرتے ہیں تاکہ تمام عوام دھوکے میں نہ آجائیں اور امام صاحب اس بات سے غافل نہیں کہ مسائل اختلافیہ میں اس قسم کے فتوے ٹھیک نہیں اسی بناء پر وہ ان سے ملنے جاتے ہیں دل سے ناراض نہیں مگر مصلحت کی بنا پر حق بھی کہا عبد اللہ بن مبارک کا یہ مطلب تھا کہ اس مسئلہ میں ان کو پورا علم نہیں یہ ایک محاورہ ہے کہ اثناء گفتگو میں اس قسم کی باتیں موقعہ و محل کے اعتبار سے کہی جاتی ہیں یحیٰ بن معین نے جو کہا وہ جذباتی باتیں نہیں کیونکہ کہیں ثابت نہیں کہ وہ ان ائمہ سے پرخاش رکھتے تھے مگر بعض وقت ایک متقی پرہیزگار کی آنکھ میں تنکا بھی پہاڑ دکھائی دیتا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں مگر دوسرے دلائل سے پتہ چلتا ہے یحیٰ بن معین کا فتویٰ ٹھیک نہیں فتوے کا غلط ہونا اور چیز ہے اور جذباتی ہونا اور چیز ہے اب آیئے صحابہ کی طرف مائی عائشہ صدیقہ نے جو انس اور ابو سعید خدری کے متعلق فرمایا کہ بچے تھے کہ ان کا مطلب یہ نہیں کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے جیسے اور اور بڑے بڑے صحابی آں حضرت کی حدیث سے واقف تھے اس قدر یہ واقفیت نہیں رکھتے ہیں اس قسم کی باتیں روزمرہ ہوتی رہتی ہیں یہ کوئی جذباتی الفاظ نہیں بلکہ عرفی کلمات ہیں جو عام بول چال میں مستعمل ہیں جو بعض صحابہ نے بعض کے متعلق کسی خاص بات بیان کرنے میں جھوٹ کا لفظ بولا ہے ان کا یہ مطلب ہے کہ یہ بات ان کی صحیح نہیں اور مجتہد سے غلطی ہوجاتی ہے یہ تھے وہ الزامات جن کی بنا پر یہ قاعدہ گھڑا گیا کہ محدثین کی توثیق اور تضعیف میں جذباتی ہونے کا صرف امکان ہی نہیں ہے بلکہ وقوع کے ساتھ مؤید ہے۔

اگر فرض کیا جائے کہ یہ باتیں جو محدثین سے ذکر ہوئی ہیں آپ کے خیال میں صحابہ تک ان میں شریک ہیں - خلاف واقعہ تھیں مگر یہ کیسے معلوم ہوا کہ جذباتی تھیں ہو سکتا ہے کہ ان محدثین کے نزدیک ایسا ہی ہو مگر ان سے غلطی ہوئی ہو مگر ایک غلطی ثابت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجرد احتمال کی بنا پر ہر جگہ طعن کرنے لگیں -

پھر ایک جگہ ان سے اگر بہ تقاضائے بشریت جذباتی نکل گئی ہے جس کے لئے وجوہ موجود ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالکل جذباتی تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں اپنے بھائی کے بال پکڑ کر کھینچے حالانکہ وہ بے قصور تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہر فعل کو جذبات کے احتمال سے ملوث کرنے کی کوشش کریں :

فقیہانہ نقطہ نظر اور محدثین کا مقام :

مولوی مودودی صاحب نے فقیہانہ نقطہ نظر کی کسی مجتہد کی طرف سے کوئی تفسیر نقل نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے ہی مجتہدانہ انداز میں تفسیر بیان کر دی ہے محدثین اور مجتہدین کے خلاف کا مدار اسی نقطہ نظر کو قرار دیا ہے مختصراً اس طرح بیان کیا۔

جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت سے کتاب و سنتِ رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے ان میں کونسا قول یا کونسا فعل میری سرکار کا ہو سکتا ہے اور کونسی چیز سنتِ نبوی سے اقرب ہے یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت میں سے کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے یہ اس لئے کہ اس کی روح روحِ محمدی میں گم اور اسکی نظر بصیرت نبوی کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے صفحہ ۲۹۶ - یہ ہے وہ فقیہانہ نقطہ نظر جس کی بنا پر ائمہ مجتہدین نے احادیث صحیحہ کو رد کر دیا اور اپنی طرف سے مزاج شناسی کی بنا پر بلا دلیل فتوے دیئے اور ضعیف منقطع منکر متروک پر عمل کرتے رہے پھر باوجود مزاج شناس ہونے کے اس میں خلاف بھی کرتے رہے کسی کی مزاج شناسی نے ایک حدیث کے قول کا فتویٰ

دیا اور دوسرے کی مزاج شناسی نے رد کر دیا۔ اگر ائمہ مجتہدین اس میں اختلاف کریں تو وہ محض ذوق اور مزاج شناسی کا اختلاف ہے اگر محدثین کا کسی مجتہد کے ساتھ اختلاف ہو تو وہ محض اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ مزاج شناس نہیں تھے فقہ کی نعمت سے محروم تھے صرف محدثانہ نقطہ نظر اور سندی زاویۂ نگاہ سے دیکھتے تھے حالانکہ جس قدر ائمہ کے مسائل اختلافیہ ہیں محدثین اُن میں سے ضرور کسی نہ کسی مجتہد کے موافق ہیں مگر مولوی صاحب سے یہ بات رہ گئی کہ احادیث صحیحہ کے خلاف چلنے میں جو ائمہ مجتہدین سے کمی وبیشی ہوئی ہے اُس کی وجہ یہی ہو گی کہ بعض پر محدثانہ نقطۂ نظر غالب تھا اور بعض پر فقیہانہ اور جس قدر کوئی امام یا مجتہد صحیح احادیث کی مخالفت کرے اُسی قدر وہ بڑا مزاج شناس ہو گا، یہاں تین امر قابل غور ہیں :-

(۱) ائمہ کے بعض اقوال صحیح احادیث کے کیوں خلاف ہیں۔

(۲) محدثین فقہ میں کیا مقام رکھتے تھے۔

(۳) مزاج شناسی کی وجہ قرار دینے سے کیا خرابی پیدا ہوتی ہے۔ بعض ائمہ نے جو بعض صحیح احادیث کے خلاف فتویٰ دیا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں یا تو ان کو وہ حدیث ایسی سند کے ساتھ نہیں پہنچی جس پر ان کو اعتماد ہو، یا اس کا مطلب کچھ اور سمجھا ہے ان دو باتوں میں اصول فقہ کو بھی بڑا دخل ہے، چنانچہ ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ ائمہ کے مسائل میں سے دو تہائی کی بنا اصول فقہ کے خلاف پر ہے اور ایک تہائی اختلافات کی وجہ حدیث کے قابل وثوق طریق سے پہنچنے اور نہ پہنچنے پر ہے محض استحسان پر عمل کرنا اس کی وجہ نہیں۔ ہمیشہ علماء حنفیہ اپنے ائمہ کے اقوال کی تائید میں حدیثیں پیش کرتے رہے ہیں اور سند کی وجہ ہی سے اس کا قابل قبول ہونا ذکر کرتے رہے اگرچہ اصول فقہ میں حدیث کے قابل قبول ہونے کے لئے جو شرطیں ذکر کی ہیں ان میں محدثین کی بیان کردہ شرائط سے کمی بیشی ہے مگر مزاج شناسی کے ساتھ کسی مردود روایت کو ثابت نہیں کیا قیاس کے بارہ میں حنفیہ نے علت کے معلوم کرنے میں شافعیہ سے بھی تنگی کی ہے کیونکہ حنفیہ کے ہاں علت کے لئے مؤثر ہونا ضروری ہے یعنی علت وہی

ت ہوسکتی ہے جس کی تاثیر کتاب وسنت یا اجماع سے ثابت ہو ۔۔۔ مجرد رائے سے کسی
ت کو علت قرار دینے کے حق میں نہیں ہیں۔

بخلاف شافعیہ کے وہ علت معلوم کرنے میں اور طریقوں سے بھی کام لیتے ہیں جن کا مفصل
ں اصول فقہ میں مندرج ہے مزاج شناسی کی بنا پہ فتویٰ دینا صرف مجرد استحسان کی شکل
جس کو شاہ ولی اللہ صاحب نے دین کے تبدیل ہونے کے اسباب میں بیان کیا ہے (حجۃ اللہ
، محدثین کا فقہ میں کیا مقام ہے، اس کے بارے میں ہم سرِدست امام بخاری کا ذکر کرتے ہیں

امام بخاری کے استاد ابو مصعب احمد بن ابو زہری فرماتے ہیں۔

أَفْقَهُ عِنْدَنَا وَ أَبْصَرُ بِالْحَدِيثِ مِنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ جَاوَزْتَ الْحَدَّ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُصْعَبٍ لَوْ أَدْرَكْتَ وَ نَظَرْتَ إِلَى وَجْهِهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ لَقُلْتَ كِلَاهُمَا وَاحِدًا فِي الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ

(مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۶۸)

محمد بن اسماعیل (امام بخاریؒ) ہمارے نزدیک احمد بن حنبل سے بھی زیادہ فقیہ ہیں اور حدیث میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں ایک آدمی وہاں بیٹھا تھا اس نے کہا تو تو حد سے گزر گیا ہے، جواب میں ابو مصعب نے کہا ہے اگر تو امام مالک اور محمد بن اسماعیل امام بخاریؒ کو دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ دونوں حدیث و فقہ میں ایک ہی ہیں۔

امام کے استاد امام قتیبہ بن سعید کہتے ہیں کہ فقہا اور زاہدوں، عابدوں کی مجلسوں میں
ٹھا، مگر امام بخاری جیسا آدمی کبھی نہیں دیکھا ابو عمرو خفاف کہتے ہیں ہم کو ایسے شخص نے
دیث سنائی جو ایسا متقی صاف دل عالم ہے جس کی نظیر میں نے نہیں دیکھی، یعنی امام بخاریؒ
نے اور امام بخاری احمد بن حنبل اور اسحاق سے بیس درجے حدیث و فقہ کا زیادہ علم رکھتے
یں - مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۷۲

امام ترمذی کو دیکھئے ہر مسئلہ میں مشہور اماموں کے مختارات نقل کرتے جاتے ہیں اور
ترجیح بھی دیتے جاتے ہیں، امام ابوداؤد امام حنبلؒ کی فقہ نقل کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، امام
بیہقی کے متعلق مشہور ہے کہ ہر شافعی پہ شافعی کا احسان ہے مگر بیہقی کا امام شافعی پہ احسان ہے

کیونکہ امام بیہق
نے بھی جمع نہیں
محدثین کی
صحیح کافی ہے کہ
(۳) مزاج
جس سے ایک شخ
کوئی نئی تحریک
ہوتا کہ احادیث
کے دعوے کر
جا سکتا ہے پس ا
پڑھانے کے امام
صاحب کی عبار
اور فضول ہے اس
ہے اور کچھ بھی نہی

تفسیر
دونوں سیٹ
جس گھر میں یہ دو
جاننے کے
ملنے کا پتہ:- اد

کیونکہ امام بیہقی نے امام شافعی کے مختارات کے ادلہ اس قدر جمع کر دئے ہیں کہ امام شافعیؒ نے بھی جمع نہیں کئے۔

محدثین کی قوت فقاہت ثابت کرنے کے لئے امام نسائی کی مجتبیٰ اور امام بخاریؒ کی صحیح کافی ہے کہ کس طرح یہ دونوں مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

(۳) مزاج شناسی کی بنا پر کسی حدیث کو رد کرنا اور قبول کرنا یہ ایسا اصول ہے جس سے ایک شخص بدون دعوی نبوت کے نبوت کا عہدہ ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی نئی تحریک اس کے بغیر چل بھی نہیں سکتی کہ یا نبوت کا دعوے کیا جائے تو وہ ظلی ہی ہوتا کہ احادیث کے رد قبول کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے یا بدون نبوت ظلی و بروزی کے دعوے کرکے یہ کہہ دیا جائے کہ مزاج شناسی سے بھی احادیث کو رد و قبول کیا جا سکتا ہے پس اس صورت میں بہت آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور بدون غور فکر پڑھنے پڑھانے کے امامت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ مولوی مودودی صاحب کی عبارت کے جس حصہ سے پرویز صاحب نے استدلال کیا ہے وہ بالکل بے معنیٰ اور فضول ہے استدلال کے مقام سے بہت فروتر ہے صرف حاجت پسندی اور وہمی پن ہے اور کچھ بھی نہیں مگر جیسے پرویز صاحب کا مقام ہے ویسے ان کو تائید کی ضرورت تھی

تفسیر ثنائی

مکمل تین جلدوں میں

بغیر جلد -/۶۳ روپے

دونوں سیٹ یکجا خریدنے والوں کو خصوصی رعایت

جس گھر میں یہ دونوں سیٹ موجود ہوں گے کتاب وسنت کے مسائل جاننے کے لئے کسی اور اردو کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

ملنے کا پتہ:- ادارہ ترجمان السنہ، ۷- ایبک روڈ، انارکلی لاہور